بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن.

نمازِ وتر- اھمیت، تعداد رکعت اور پڑھنے کا طریقہ

وتر کے معنی طاق (Odd Number) کے ہیں۔احادیث نبویہ کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ ہمیں نمازِ وتر کی خاص پابندی کرنی چاہئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سفر وحضر ہمیشہ نمازِ وتر کا اہتمام فرماتے تھے، نیز نبی اکرم ﷺ نے نمازِ وتر پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے حتی کہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص وقت پر وتر نہ پڑھ سکے تو وہ بعد میں اس کی قضا کرے۔۔۔ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو وتر کی ادائیگی کا حکم (امر) متعدد مرتبہ دیا ہے، عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے نمازِ وتر کا زندگی میں ایک مرتبہ بھی چھوڑنا حتی کہ حج کے موقع پر مزدلفہ میں بھی ثابت نہیں ہے جیسا کہ سعودی عرب کے سابق مفتی عام شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے جو انٹرنیٹ کے اس لنک پر پڑھا جاسکتا ہے:

http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=157770۔

وتر کو واجب یا سنت مؤکدہ اشد التاکید کا Title دینے میں زمانہ قدیم سے فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف چلا آرہا ہے۔فقہاء وعلماء کی ایک جماعت نے سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے جبکہ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت مثلاً شیخ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) نے نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں واجب قرار دیا ہے جس کا درجہ فرض سے یقیناً کم ہے۔جیسا کہ بعض علماء نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت کو واجب قرار دیا ہے جس کا درجہ فرض سے یقیناً کم ہے، اگرچہ باتفاق فقہاء وعلماء تحیۃ المسجد کی کوئی قضا نہیں ہے۔ جن فقہاء وعلماء نے سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے انہوں نے بھی احادیث شریفہ کی روشنی میں یہی فرمایا ہے کہ نماز وتر کا ہمیشہ اہتمام کرنا چاہئے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا کرنی چاہئے۔ شیخ امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز وتر کو چھوڑا، وہ برا شخص ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ علامہ ابن تیمیہؒ ۲۳/۱۲۷، ۲۵۳) علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی نمازِ وتر چھوڑنے والے کی شہادت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ غرضیکہ عملی اعتبار سے امتِ مسلمہ متفق ہے کہ نمازِ وتر کی ہمیشہ پابندی کرنی چاہئے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا بھی کرنی چاہئے خواہ اس کو جو بھی Title دیا جائے۔

نمازِ وتر کی اھمیت وتاکید نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں:

۱) عَنْ اَبِی سَعِید الخُدْرِیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوا (مسلم حدیث نمبر ۷۵۴، ۱۲۵۳ ترمذی. حدیث نمبر ۴۳۰) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح ہونے سے قبل نماز وتر پڑھو۔

۲) عَنْ عَلِیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ اَوْتِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (ابی داؤد. باب استحباب الوتر ۱۴۱۶، نسائی. باب الامر بالوتر ۱۶۷۵، ابن ماجہ. باب ماجاء فی الوتر ۱۱۶۹، ترمذی. باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم ۴۵۳) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! وتر پڑھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھی وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

۳) عَنْ خارجہ بن حذافہؓ اَنَّہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّکُمْ بِصَلَاۃٍ ھِیَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ. الْوِتْرُ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ اِلَی اَنْ یَّطْلُعَ الْفَجْرُ (ترمذی. باب ماجاء فی الوتر ۴۵۲، ابن ماجہ. باب ماجاء فی

پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نماز تمہارے لئے نماز عشا کے بعد سے صبح ہونے تک مقرر کی ہے۔۔۔۔۔۔۔ محدثینؒ نے تحریر کیا ہے کہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ وتر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اُس زمانہ میں سرخ اونٹ سب سے زیادہ قیمتی چیز تھی۔

۴) عَنْ اَبِی سَعِیدِ الخُدریؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ: مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہِ اَوْ نَسِیَہُ فَلْیُصَلِّہِ اِذَا ذَکَرَہ (ابی داؤد. باب فی الدعاء بعد الوتر ۱۴۳۱، ترمذی. باب ما جاء فی الرجل ینام عن الوتر او ینساہ ۴۶۵، ابن ماجہ. باب ماجاء فی من نام عن الوتر ۱۱۸۸) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے (یا وہ جاگے) تو اسی وقت پڑھ لے۔

۵) عن بریدۃؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یقول : اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا،اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، (سنن ابی داؤد باب فی من لم یوتر ۱۴۱۹) حضرت بریدہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔۔۔۔ بعض روایت میں یہ حدیث الوتر واجب کے لفظ سے مروی ہے۔

جن حضرات نے وتر کو واجب قرار نہیں دیا ہے، حسب معمول انہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض محدثینؒ نے اِس حدیث کی سند میں آئے ایک راوی (ابومنیب عبداللہ بن عبداللہ العتکیؒ) کو ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ محدثینؒ کی دوسری جماعت مثلاً امام یحیی بن معینؒ (۱۵۸ھ۔۲۳۳ھ) انہیں ثقہ کہتے ہیں، امام حاکمؒ نے اِس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔ امام داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر خاموشی اختیار کی ہے جو اُن کے نزدیک حدیث کے صحیح یا کم از کم حسن ہونے کے دلیل ہوتی ہے۔ (درس ترمذی، شیخ محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم)

نمازِ وتر کا وقت:

نمازِ وتر کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح ہونے تک رہتا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱ و ۳) میں مذکور ہے۔ بعض علماء نے نماز فجر کی ادائیگی تک نماز وتر کا وقت تحریر کیا ہے، مگر جمہور علماء کے نزدیک صبح ہونے کے بعد وتر ادا نہ کئے جائیں بلکہ طلوع آفتاب کے بعد نمازِ وتر کی قضا کی جائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے کے بعد سے طلوع آفتاب تک صرف دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت فرض ادا کی جائیں۔ جیسا کہ جلیل القدر تابعی شیخ سعید بن المسیبؒ کا فتویٰ ہے جو امام بیہقی نے اپنی کتاب "سنن البیہقی الکبریٰ حدیث ۴۲۳۴ باب من لم یصل بعد الفجر الا رکعتی الفجر ثم بادر بالفرض " میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ شیخ سعید بن المسیبؒ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صبح ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع وسجدے کرتا ہے تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے اسے اِس کام سے منع کیا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا؟ تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے جواب دیا: نہیں، لیکن تمہیں سنت کی خلاف ورزی پر عذاب دے گا۔۔

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو شخص صبح ہونے تک وتر نہ پڑھ سکے تو وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز ۱۱/۳۰۰) جو انٹرنیٹ کے اس لنک پر پڑھا جاسکتا ہے: http://islamqa.info/ar/ref/65692۔

نماز وتر کے لئے افضل وقت:

رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد پڑھ کر نمازِ وتر کی ادائیگی افضل ہے، نبی اکرم ﷺ کا مستقل معمول بھی یہی تھا۔ البتہ وہ حضرات جو رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد اور نماز وتر کا اہتمام نہیں کر سکتے ہیں تو وہ سونے سے قبل ہی وتر ادا کر لیں۔

۶) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو خوف ہے کہ وہ آخری رات میں اٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو وہ رات کے شروع حصہ میں ہی وتر ادا کر لے۔ البتہ جس کو رغبت ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نماز وتر ادا کرے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کی گئی نماز کے وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں اور یہی افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نبی اکرم ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی ہے۔۔۔۔جن میں سے ایک۔۔۔ سونے سے قبل وتر کی ادائیگی ہے۔ میں انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ (بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابوداؤد ومسند احمد)

وتر چھوٹ جائیں تو قضا پڑھیں:

نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں تمام فقہاء وعلماء نمازِ وتر کی قضا کی مشروعیت پر تو متفق ہیں (جیسا کہ سعودی عرب کے بڑے علماء کی کونسل "اللجنه الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء" نے فتویٰ نمبر ۱۱۲۷ میں تحریر کیا ہے)، لیکن قضا کے وقت میں ان کی آراء مختلف ہیں، اگرچہ تقریباً تمام ہی فقہاء وعلماء طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک کے وقت کو نماز وتر کی قضا کا بہترین وقت قرار دیتے ہیں۔

۸) حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث (نمبر۴) گزر چکی ہے۔ سنن بیہقی میں یہ حدیث قدرے وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا وہ صبح کو پڑھے اور جو بھول گیا وہ یاد آنے پر پڑھے۔ (سنن كبرى للبيهقى . ابواب الوتر)

۹) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ صحابۂ کرام نے فجر کے بعد وتر پڑھے (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو بعد میں بطور قضا پڑھے) (مؤطا مالک۔الوتر بعد الفجر)

وضاحت: جو حضرات رات کے آخری حصہ میں نمازِ وتر کا اہتمام کرتے ہیں تو کبھی کبھی بشری تقاضے کی وجہ سے وہ نمازِ وتر وقت پر ادا نہیں کر پاتے ہیں۔

۱۰) حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کا رات کا کوئی معمول سونے کی وجہ سے رہ جائے اور وہ فجر کے بعد ظہر سے قبل ادا کر لے تو اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اس کو معمول کے مطابق ادا کیا۔ (بخاری، مسلم ۷۴۷، ترمذی. باب ما ذكر فيمن فاته حزبه من الليل فقضاه بالنهار، نسائی. باب متى يقضى من نام عن حزبه من الليل، ابن ماجه. باب ما جاء فيمن نام عن حزبه من الليل)

وتر کی تعداد رکعت:

نبی اکرم ﷺ نے متعدد طریقوں سے یہ وتر ادا کئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ طریقے آج تک امت مسلمہ میں زندہ رکھے ہیں، مندرجہ ذیل دو طریقے امت مسلمہ میں زیادہ رائج ہیں:

۱) وتر کی ۳ رکعت اس طرح ادا کی جائیں کہ ۲ رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت ادا کی جائے، یعنی ۳ رکعت دو تشہد اور ۲ سلام کے ساتھ۔

نوٹ: کچھ حضرات نے سہولت پر عمل کرنے کا کچھ زیادہ ہی مزاج بنالیا ہے چنانچہ وہ صرف ایک ہی رکعت وتر ادا کر لیتے ہیں، صرف ایک رکعت وتر ادا کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت کی رائے میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

۲) ایک سلام اور دو قاعدوں کے ساتھ نمازِ مغرب کی طرح وتر کی تین رکعت ادا کی جائیں۔

اِن مذکورہ دونوں شکلوں میں وتر کی ادائیگی صحیح ہے، البتہ فقہاء وعلماء کرام نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے وتر کی کسی ایک شکل کو راجح قرار دیا ہے، مثلاً سعودی عرب کے علماء نے پہلی صورت کو راجح قرار دیا ہے، جبکہ دیگر فقہاء وعلماء مثلاً شیخ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) نے دوسری شکل کو مندرجہ ذیل احادیث شریفہ کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے:

وتر کی تین رکعت :

۱۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ۱۱ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے ۴ رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ۴ رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وابن ماجہ ونسائی) یہ حدیث' حدیث کی ہر مشہور کتاب میں موجود ہے، اس حدیث میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

۱۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور "سبح اسم ربک الاعلیٰ"، دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللّٰہ احد" پڑھتے تھے۔ (ترمذی ... باب ما یقرء فی الوتر.... وقال الحاکمؒ صحیحٌ علی شرط الشیخین)

۱۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ رات میں تہجد کی ۸ رکعت پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (نسائی باب الوتر)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر میں تین رکعت ہیں، نیز تین رکعت وتر کے جواز پر تمام علماء امت کا اجماع ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابۂ کرام کو بھی تین وتر پسند تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے اکثر صحابۂ کرام اور بعد میں آنے والے جمہور اہل علم کا پسندیدہ عمل بھی یہی ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ (ترمذی) ایک رکعت وتر پڑھنے میں علماء امت کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، لہذا قوت دلائل کے ساتھ ساتھ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وتر میں تین رکعت ہی پڑھی جائیں۔

ایک سلام ودوتشہد کے ساتھ تین رکعت وتر:

۱۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (نسائی باب کیف الوتر بثلاث ۱۶۹۸)

۱۵) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ"، دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون "اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللہ احد "پڑھتے تھے اور تیسری رکعت کے اختتام پر سلام پھیرتے تھے۔ (نسائی باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر ۱۷۰۱، ابوداؤد باب ما یقرا فی الوتر ۱۴۲۳، ابن ماجہ باب ما جاء فی ما یقرا فی الوتر ۱۱۷۱)

۱۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ عشا کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لاتے تھے، پھر دو رکعت پڑھتے تھے، پھر مزید دو رکعت پہلی دونوں رکعتوں سے لمبی پڑھتے تھے، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور درمیان میں (سلام کے ذریعہ) فصل نہیں کرتے تھے (یعنی یہ تینوں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے (مسند احمد ۶/ ۱۵۶ ، مسند النساء، حدیث السیدہ عائشہؓ ۲۵۷۳۸.... نیز ملاحظہ ہو زاد المعاد ۱/ ۳۳۰ فصل فی سیاق صلاتہ ﷺ باللیل ووترہ)

۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مغرب کی نماز دن کی وتر ہے، پس رات میں بھی وتر پڑھو۔ (مسند احمد ۳۰/۲، مؤطا مالک۔۔باب الامر بالوتر صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۷۱۲/۲ حدیث نمبر ۳۸۳۴)

۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وتر میں دن کے وتر یعنی نمازِ مغرب کی طرح تین رکعت ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۸۲/۹ حدیث نمبر ۹۴۱۹ ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۵۰۳/۲ باب عدد الوتر حدیث نمبر ۳۴۵۵)

۱۹) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مغرب کی نماز کی طرح تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق ۲۶/۳ باب کیف التسلیم فی الوتر حدیث نمبر ۴۶۵۹)

۲۰) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور آخر میں ہی سلام پھیرا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۹۰ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۳۴)

۲۱) صحابی رسول ﷺ حضرت انسؓ نے تین رکعت وتر پڑھی اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۹۱ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۴۰)

﴿وضاحت﴾: ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے ہیں، رہا دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے کا ثبوت تو ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں ذکر ہو کہ نبی ﷺ تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اور دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے سے منع کرتے تھے

اس کے برعکس متعدد ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے دن رات کی ہر نماز میں ہر دوسری رکعت پر قاعدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وتر کا اس عموم سے مستثنیٰ ہونا کسی ایک حدیث میں نہیں ملتا، اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور بیان فرماتے اور صحابۂ کرام اہتمام سے امت تک پہونچاتے۔

بعض حضرات نے دار قطنی اور بیہقی میں وارد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے صرف ایک حصہ (ولا تشبهوا بصلاة المغرب) کو ذکر کر کے تحریر کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سلام اور دو تشہد کے ذریعہ نمازِ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کے صرف ایک حصہ کو ذکر کر کے کوئی فیصلہ کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کہ کوئی کہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور دلیل کے طور پر پیش کرے (ولا تقربوا الصلاة...)۔

دار قطنی اور بیہقی میں وارد اس حدیث کے مکمل الفاظ اس طرح ہیں (لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ، اَوْتِرُوا بِخَمْسٍ اَوْ سَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ)۔

اگر اس حدیث کا تعلق صرف وتر سے ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ مغرب کی طرح تین وتر نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات پڑھو، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ یقیناً اس کا دوسرا مفہوم ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہو، یعنی جب تم نماز تہجد اور اس کے بعد وتر پڑھنا چاہو تو کم از کم ۵ یا ۷ رکعت پڑھو۔ اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ وتر میں مغرب سے مشابہت سے منع فرمایا ہے، تو کس بنیاد پر ہم یہ کہیں گے کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ دوسری رکعت میں قاعدہ نہ کیا جائے۔ کل قیامت تک بھی کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے دار قطنی اور بیہقی میں وارد اِس حدیث کا یہ مفہوم ثابت نہیں کر سکتا ہے، ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے یہ مطلب بھی تو ہو سکتے ہیں:

۱) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملاؤ تا کہ مغرب اور وتر میں فرق ہو جائے۔

۲) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر میں دعائے قنوت بھی پڑھو تا کہ مغرب اور وتر میں فرق ہو جائے۔

غرضیکہ اِس حدیث کی بنیاد پر یہ کہنا کہ نبی اکرم ﷺ نے وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھنے پر وتر کی دوسری رکعت میں قاعدہ کرنے سے منع فرمایا ہے، صحیح نہیں ہے، صحیح نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں حدیث کا یہ مفہوم مذکور نہیں ہے۔ ہاں کسی عالم یا فقیہ کی اپنی رائے ہو سکتی ہے جو غلطی کا احتمال رکھتی ہے، جس پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ اِس حدیث سے یہ مفہوم لینا صحیح نہیں ہے۔۔۔ لہٰذا ایسے مختلف فیہ مسائل میں وسعت سے کام لینا چاہئے، نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دی جائے۔

اس موقع کو غنیمت سمجھ کر یہ بات واضح کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اِن دنوں بعض حضرات امام ابوحنیفہؒ (جنہیں تقریباً سات صحابۂ کرام کے دیدار کا شرف حاصل ہے) کی قرآن وسنت کی روشنی میں بعض آراء (اگر وہ اُن کے علماء کی رائے سے مختلف ہوتی ہے) کو قرآن وسنت کے خلاف بتاتے ہیں اور ایسا تاثر پیش کرتے ہیں کہ جو انہوں نے ۱۴۰۰ سال کے بعد قرآن وسنت کو سمجھا ہے وہی صحیح ہے، صحابۂ کرام اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت سے مستفید ہونے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وسنت کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اور اُن کی رائے پر اس طرح لعن وطعن شروع کر دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہ رائے گیتا، رامائن اور بائیبل سے اخذ کی ہے، نعوذ باللہ۔۔۔۔ اگر کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی دلیل ترمذی جیسی مستند کتاب میں وارد نبی اکرم ﷺ کے قول یا عمل پر مشتمل ہوتی ہے،،، تو بخاری ومسلم کی حدیث کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔۔ ایک سلام اور دو تشہد سے وتر کی تین رکعت کو غلط قرار دینے کے لئے صحیحین ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ سے بھی باہر نکل کر دار قطنی اور بیہقی کی اُس روایت کو بنیاد بنایا جا رہا ہے، جس کے متعدد مفہوم ہو سکتے ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام — وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا۔

دعائے قنوت کا وقت:

دعائے قنوت خواہ رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد پڑھی جائے، دونوں شکلوں میں نماز ادا ہو جائے گی، البتہ افضل وقت کے متعلق فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف ہے۔ صحابۂ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی [illegible] سے قبل پڑھی [illegible] (ترمذی) شیخ امام

ابوحنیفہؒ، شیخ امام سفیان ثوریؒ، شیخ امام اسحاقؒ اور شیخ امام ابن مبارکؒ جیسے جلیل القدر فقہاء نے متعدد احادیث کی بناء پر اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اس کی دلیل میں اختصار کی وجہ سے صرف دو حدیثیں ذکر کر رہا ہوں:

۲۲) حضرت عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق سوال کیا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: قنوت ثابت ہے۔ میں نے عرض کیا: رکوع سے قبل یا بعد؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: رکوع سے قبل۔ میں نے کہا کہ فلاں نے مجھے آپ کی بابت بتایا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے۔ رکوع کے بعد تو رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ دعاء قنوت پڑھی ہے۔ (بخاری. باب القنوت قبل الرکوع او بعدہ)

بخاری شریف کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دعا قنوت کسی خاص وجہ سے (دعا وغیرہ کے لئے) پڑھی جائے تو بالاتفاق وہ رکوع کے بعد ہے اور جو قنوت عام حالات میں پڑھی جائے تو حضرت انسؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے کہ وہ رکوع سے پہلے ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۴۹۱ باب القنوت قبل الرکوع اور بعدہ)

۲۳) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن ماجہ . باب ما جاء فی القنوت قبل الرکوع وبعدہ حدیث نمبر ۱۱۸۲)

دعائے قنوت سے قبل رفع یدین:

۲۴) حضرت اسودؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں قل ہواللہ احد پڑھتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للامام البخاریؒ ص ۲۸)

دعائے قنوت:

جو دعائے قنوت عموماً ہم پڑھتے ہیں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ ....)، وہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ ۹۵/۲ باب فی قنوت الوتر حدیث نمبر ۶۸۹۳، سنن کبری للبیہقی ۲۱۱/۲)

خلاصۂ کلام:

فرض نمازوں کے ساتھ ہمیں نماز وتر کا خاص اہتمام کرنا چاہئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سنن ونوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو جائے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ نیز اگر خدانخواستہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کچھ کمی نکلے تو سنن ونوافل سے اسکی تکمیل کردی جائے جیسا کہ احادیث میں ذکر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے اور ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا فرمائے تاکہ ہماری نمازیں دنیا میں ہمیں برائیوں سے روکنے کا ذریعہ بنیں اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ بنیں۔

محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض
(mnajeebqasmi@gmail.com)